QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مولانا حمد اللہ جان ڈاگئؒ کی پشتو صوتی تفسیر میں اختیار کردہ منہج، اسلوب اور علمی خصوصیات: سورۃ المائدۃ کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

The Methodology, Style, and Scholarly Characteristics of Maulana Hamdullah Jan Dagai's Pashto Audio Tafsir: An Analytical Study

Nabeela Naveed
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.
Email: 123sd456gh@gmail.com
Dr. Muhammad Naeem
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan
Email: drnaeem@awkum.edu.pk
Dr. Abad Ur Rahman
Chairman of Islamic Studies, University of Chatral
Email:abadr.rahman@uoch.edu.pk

Abstract

This research study clearly shows that the methodological and audio-based exegesis of Maulana Hamdullah Jan is a well-organized, coherent, and systematic scholarly effort. It is not limited to traditional verse-by-verse explanation; rather, it integrates the principled, thematic, and relational aspects of the Qur'an, thereby presenting a comprehensive interpretive model. A notable feature of this exegesis is that Maulana Hamdullah Jan clarifies the reason for naming each surah, its subject, central theme, and overall message at the outset, which reveals the intellectual structure of the surah and aligns with the principles of Qur'anic coherence. The concise summary of each rukūʿ, its connection with the preceding rukūʿ, and the relationship of each surah with the previous one indicate that the Qur'an is a well-organized, coherent, and thematically unified book rather than a collection of isolated verses, and this approach effectively aids the understanding of the Qur'an's internal order and coherence. Regarding theological issues (ʿilm al-kalām)—especially tawḥīd, prophethood, the Hereafter, predestination, and resolving doctrinal doubts—his discourse is characterized by balance, rational argumentation, and adherence to the primary texts, while also reflecting awareness of contemporary intellectual challenges. Thus, this exegesis facilitates the understanding of the Qur'an for the general reader, while providing valuable material for scholars and researchers in the fields of Qur'anic coherence, inter-verse relationships, and the principles of exegesis. Consequently, it can be concluded that Maulana Hamdullah Jan's methodological and audio-based exegesis constitutes a significant contribution to contemporary Qur'anic scholarship.

Keywords:*Maulana Hamdullah Jan Dagai,Methodological Tafsir, Audio-Based Exegesis, Qur'anic Coherence, Thematic Interpretation, Surah Naming, Rukūʿ Summaries, Inter-Surah Relations, ʿIlm al-Kalām, Tawḥīd and Risālah, Contemporary Qur'anic Scholarship.*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تعارف: مولانا حمد اللہ جان داگیؒ[1] ایک علمی اور تربیتی شخصیت تھے جنہوں نے اپنے دور میں قرآن و سنت کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی پشتو صوتی تفسیر ایک ایسا علمی سرمایہ ہے جس نے نہ صرف علمِ تفسیر کے متلاشیوں کے لیے رہنمائی فراہم کی بلکہ عوامی سطح پر بھی قرآن کے معانی کو آسان اور مؤثر انداز میں پہنچایا۔ ان کی تفسیر میں علم و عرفان، نصوصی توضیح اور عملی رہنمائی کا حسین امتزاج نظر آتا ہے، جو اس کو عصرِ حاضر کے مسائل کے حل کے لیے ایک قابلِ اعتماد ماخذ بناتا ہے۔

یہ آرٹیکل مولانا حمد اللہ جان داگی کی پشتو صوتی تفسیر کے منہج، اسلوب اور علمی خصوصیات پر ایک تجزیاتی نظر ہے، تاکہ قاری ان کے علمی نقطۂ نظر، تفسیر کے طریقہ کار اور اس کے معاشرتی و تربیتی اثرات کو سمجھ سکے۔ اس میں ان کے دروس کی آڈیو ریکارڈنگز کی بنیاد پر تفسیر کے مخصوص اندازِ بیان، قدیم و جدید مفسرین کے حوالے، اور عصری مسائل پر ان کے روشن خیالی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تفسیر کی یہی علمی اور اصلاحی خصوصیات اسے نہ صرف پشتو زبان کے قارئین کے لیے بلکہ اردو و دیگر زبانوں کے اہلِ علم کے لیے بھی ایک اہم حوالہ بناتی ہیں۔

مبحث اول: ربط رکوع و سور

تفسیر کا بنیادی حسن: ربطِ رکوعات

مولانا احمد اللہ جان کی پشتو تفسیر صوتی (آڈیو) شکل میں موجود ہے، اور اس کی سب سے بڑی علمی خصوصیت یہ ہے کہ: ہر رکوع کے درمیان ربط واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ بات اس تفسیر کو بہت قیمتی بناتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں رکوع کی تقسیم دراصل معنوی اور موضوعاتی وحدت کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ جب کسی تفسیر میں رکوع کے درمیان ربط بیان ہو، تو قاری / سامع:

ہر رکوع کے موضوع کو بہتر سمجھتا ہے۔ ایک رکوع کے بعد دوسرے رکوع کے تسلسل کو جان پاتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ کون سا موضوع ختم ہوا اور کون سا موضوع نئے انداز میں شروع ہوا، یہ علمی تربیت قرآن کو صرف لفظی پڑھائی سے ہٹا کر معنوی سمجھ میں بدل دیتی ہے۔

اس ضمن میں، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں، جیسا کہ وہ سورۃ المائدۃ میں ایک جگہ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"کان فی ما قبل بیان الاحکام من المأکولات والصید وذکر ھنا مسئلۃالصلوۃ بان لا یذھل

[1] آپ کا نام حمد اللہ بن عبد الحکیم بن رحمت اللہ ہے، علاقہ بھر میں حمد اللہ مولوی صیب کے نام سے، تلامذہ شیخ صیب کے نام سے، خاندان والے داجی کے نام سے اور گاؤں و محلے والے ماماجی کے نام سے آپ کو بھلاتے تھے، آپ 1913ء میں اپنے آبائی گاؤں ڈاگئ میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی دینی علوم قاضی امان اللہ سے حاصؒ کی جس میں صرف و نحو منطق و فلسفہ اور فقہ کے ابتدائی کتب شامل ہیں، اس کے بعد مردان کے ایک مدرسہ میں مولانا حبیب اللہ صاحب آف زروبی (جو مفتی فرید صاحب کے والد تھے) کے پاس گئے اور وہاں اس کے پاس تین سال گزارے، اس کے بعد ہندوستان سفر کیا اور وہاں دار لعلوم دیوبند پڑھا لیکن طالب علمی کے آخری تین سال سہارنپور میں گزارے اور وہاں سے دورہ حدیث کیا، اس کے بعد اپنے آبائی علاقہ واپس تشریف لائے اور اپنے مدرسہ دار العلوم مظہر العلوم کی بنیاد رکھ دی، آپ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کے بھی ماہر تھے، آپ کی تصنیفات میں سب سے مشہور البصائر ہے۔ آپ 12 جنوری 2019ء کو وفات ہوئے۔ (محمد ہارون حنفی، العرفان فی حیاۃ شیخ حمد اللہ جانؒ (ڈاگئ: ادارۃ التصنیف جامعہ محمدیہ، سن: 1446ھ) ص: 55

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

بسبب المأكولات والصيد عنها۔"

"پہلے رکوع میں ماکولات اور شکار کے احکام کا بیان تھا اور یہاں نماز کے مسئلہ کا بیان ہے کہ ماکولات اور شکار میں مشغول ہونے کی وجہ سے کوئی نماز سے غافل نہ ہو جائے۔"

اسی طرح دوسری جگہ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

کان فی ما قبلہ بیان احکام النساء وبیان بعض المحرمات و ھھنا ایضا کذلک۔

"اس سے پہلے رکوع میں عورتوں کے احکام اور بعض محرمات کا بیان تھا، یہاں بھی اسی طرح کا مضمون بیان ہوا ہے۔"

سورتوں کے درمیان ربط

اسی طرح اس تفسیر کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ:

ہر دو سورتوں کے درمیان ربط بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت ہی اہم علمی نقطہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی سورتیں بظاہر الگ الگ نظر آتی ہیں، لیکن حقیقت میں: سورتوں کے درمیان موضوعی اور معنوی تسلسل موجود ہے، ایک سورت کا پیغام اگلی سورت کے مضمون سے مربوط ہوتا ہے، قرآن کی مجموعی ساخت میں ایک عظیم ترتیب اور مقاصدی نظم موجود ہے۔

اگر سورتوں کے درمیان ربط سمجھ لیا جائے تو قرآن کی تدریسی اور تربیتی حکمت واضح ہوتی ہے، قاری کو یہ سمجھ آتی ہے کہ قرآن کا ہر حصہ تنہا نہیں بلکہ ایک منظم نظام ہے۔

تفسیر میں ربط کیوں ضروری ہے؟ تفسیر کا مقصد صرف الفاظ کی وضاحت نہیں، بلکہ قرآن کے اندرونی تسلسل کو سمجھانا ہے۔

جب ربط بیان ہو تو معنوی تسلسل واضح ہوتا ہے۔ موضوعی وحدت سمجھ آتی ہے، سیاق وسباق میں الفاظ کی معنی کی درست تشریح ممکن ہوتی ہے، قرآن کی تعلیمات زندگی سے مربوط ہو کر واضح ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں، چنانچہ سورۃ المائدۃ کا ماقبل سورت کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"كان في ما قبل بيان الاحكام وهھنا الامر بايفاء تلك الاحكام"

"پہلے سورت میں احکام کا بیان تھا اس سورت میں ان احکام کے ایفاء کا بیان ہے۔ کیونکہ عقود عام ہے خواہ حقوق اللہ ہو یا حقوق العباد۔"

"كان في ما قبل بيان بعض الاحكام من الجهاد و النساء وغير ذلك وهنا بيان احكام المأكولات"

"پہلے بعض احکام جیسے جہاد خواتین کے احکام کا بیان تھا یہاں بھی بعض احکام مثلاً ماکولات کے احکام کا بیان ہے۔

كان في ما قبل ذكر عيسى عليه السلام وهھنا ايضا ذكر بعض الانبياء۔"

"پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر تھا اسی صورت میں بھی بعض انبیاء کا ذکر ہے۔"

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

سورت کے مرکزی مضمون کی توضیح: فہمِ قرآن کی کلید

مولانا حمد اللہ جان ڈاگئ کی تفسیر کا ایک نمایاں اور منہجی پہلو یہ ہے کہ وہ ہر سورت کی تفسیر کا آغاز اس کے موضوعِ سورت یا مرکزِ خیال کے بیان سے کرتے ہیں۔ وہ ابتدا ہی میں یہ واضح کر دیتے ہیں کہ سورت کن بنیادی افکار، عقائد یا عملی ہدایات پر مشتمل ہے اور اس کا اصل پیغام کیا ہے۔ اس اسلوب کے ذریعے سامع کو سورت کے مجموعی مزاج، فکری سمت اور آیات کے باہمی ربط کا شعور حاصل ہو جاتا ہے۔

موضوعِ سورت کی یہ پیشگی وضاحت آیات کی تفہیم کو نہایت آسان بنا دیتی ہے، کیونکہ قاری ہر آیت کو اسی مرکزی خیال کی روشنی میں سمجھتا ہے۔ یوں تفسیر جزوی تشریح تک محدود نہیں رہتی بلکہ پورا کلامِ الٰہی ایک مربوط اور ہم آہنگ نظام کی صورت میں سامنے آتا ہے، جو فہمِ قرآن کو گہرا اور مؤثر بناتا ہے۔

اس ضمن میں ہم یہاں بطور نمونہ چند مثالیں پیش کرتے ہیں تاکہ اس کی خصوصیت اجاگر ہو جائے، چنانچہ وہ سورۃ النساء کا مرکزی مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> "اس سورت کا موضوع عرب معاشرے کی اصلاح ہے۔ عرب میں زمانہ جاہلیت کی بعض غلط قسم کی رسمیں رائج تھیں، جیسے عورتوں کو میراث سے محروم رکھنا، یتیموں کے مال ہڑپ کر کھانا، عورتوں کو خود میراث میں لینا۔ اس سورت میں ان باطل رسموں کی اصلاح کی گئی ہے۔"

رکوع کے اجمالی مضامین کی پیشگی توضیح

مولانا حمد اللہ جان کی تفسیرِ قرآن کی ایک نمایاں اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر رکوع کی تفسیر سے قبل اس کے اجمالی مضامین اور خلاصہ کو باقاعدہ بیان کرتے ہیں۔ وہ پہلے اس خلاصے کو عربی زبان میں پیش کرتے ہیں، اس کے بعد اسی مضمون کو اردو میں واضح کرتے ہیں۔ اس منہجی اسلوب کے ذریعے قاری اور سامع کو آغاز ہی میں یہ ادراک حاصل ہو جاتا ہے کہ متعلقہ رکوع میں کن احکامات، ترغیبات و ترہیبات، بشارتوں، تنبیہات یا دیگر اہم مضامین پر گفتگو کی گئی ہے۔

اس طریقۂ کار کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تفسیر کے دوران آیات کی تفہیم نہایت منظم اور بامقصد انداز میں ہوتی ہے، اور ہر آیت اپنے سیاق و سباق کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے۔ یوں قاری رکوع کے مجموعی پیغام کو بہتر طور پر سمجھ پاتا ہے اور قرآن کریم کی ہدایات کو ایک مربوط فکری نظام کے طور پر دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ہم یہاں تنشیط الاذہان کے طور پر سورۃ المائدۃ سے چند رکوع کے خلاصے کو پیش کرتے ہیں تاکہ قاری کو مذکورہ تفسیر کی خصوصیات کا اجمالاً علم حاصل ہو جائے، جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"لا بد من اختيار طرز عمل لا يفضى الى نقض عهد و بيان اسباب الفلاح الاربعة من الايمان والتقوى وابتغاء الوسيلة والجهاد و بيان هول العذاب الآخرة وأن لا تقبل الفدية هناك

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

والترغيب الى التوبة والاصلاح وتسلية للنبي عليه السلام و بيان الاوصاف الشنيعة لليهود ليحترز عنها والتذكير بايام الله و يا بعد الموت والترغيب إلى العدل"

"ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جو نقض عہد (وعدہ توڑنے) کا سبب نہ ہو۔ کامیابی کے چار اسباب کا بیان ہے جو کہ ایمان تقویٰ، وسیلہ کی تلاش اور جہاد ہے۔ اور آخرت کی عذاب کی ہولناکی کا بیان ہے۔ اور یہ کہ وہاں فدیہ قبول نہیں ہو گی۔ ترغیب ہے توبہ اور اصلاح کی نبی کو تسلی ہے۔ یہود کے مذموم صفات کا بیان ہے تا کہ ان سے احتراز کیا جائے اور تذکیر بایام اللہ اور بما بعد الموت ہے۔ اور عدل کی ترغیب ہے۔ "

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

"ان تقرب الله تعالى لا بد من اتباع كتاب الله تعالى والترهيب عن كتمان الحق وأن عدم الحكم بكتاب الله سبب الظلم و الكفر والفسق و بيان الاجتناب عن اتباع اهواءهم والترغيب إلى السبقة فى الخيرات و بيان أن لا أحسن حكما من الله وبيان شان الانجيل والقرآن والتوراة المنزل غير المحرف "

"اللہ کے تقرب کے لئے کتاب اللہ کی اتباع ضروری ہے۔ کتمان حق سے ڈراتا ہے۔ کتاب اللہ پر فیصلہ نہ کرنا ظلم، فسق اور کفر کا سبب ہے۔ ان کے خواہشات سے اجتناب کا بیان ہے۔ نیک کاموں میں سبقت کی ترغیب ہے۔ اور اس بات کا بیان ہے کہ اللہ سے کوئی بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں۔ قرآن، انجیل اور اس توریت کی شان کا بیان ہے جو کہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ غیر محرف تھے۔"

سورت کے نام اور وجہ تسمیہ کی توضیح

مولانا حمد اللہ جان کی تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر سورت کا نام ذکر کرنے کے بعد اس کی وجہ تسمیہ کو بھی واضح کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کے تعارف میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اس سورت کا نام سورۂ مائدہ ہے، اور اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس میں مائدہ کا تذکرہ آیا ہے۔ مائدہ کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے ایک واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ واقعہ سورۂ مائدہ، آیات 112 تا 115 میں بیان ہوا ہے۔

"حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ: کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے ایک دستر خوان نازل فرما سکتا ہے؟ اس درخواست کا مقصد محض کھانا حاصل کرنا نہیں تھا، بلکہ انہوں نے کہا کہ:

ہمارے دل مطمئن ہو جائیں، ہمیں یقین کامل حاصل ہو جائے اور ہم اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کر لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے انہیں تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی، لیکن جب حواری اپنے مطالبے پر قائم رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ: اے اللہ! ہم پر آسمان سے ایک مائدہ نازل فرمادے، جو ہمارے پہلے اور پچھلوں کے لیے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، لیکن ساتھ ہی سخت تنبیہ بھی فرمائی کہ: اگر اس واضح نشانی کے بعد

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

بھی کوئی انکار کرے گا تو اسے ایسا عذاب دیا جائے گا جو دنیا میں کسی اور کو نہیں دیا گیا۔"

مزید آپ وضاحت کرتے ہیں کہ مائدہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی دستر خوان کے ہیں۔ اس طرح وہ سورت کے نام اور اس کے مضمون کے باہمی تعلق کو واضح کر کے قاری کے ذہن میں سورت کے فہم کی بنیاد قائم کر دیتے ہیں۔

مبحث دوم: علمِ کلام اور مسائلِ عقائد کی محققانہ توضیح

مولانا حمد اللہ جان چونکہ اپنے وقت کے ایک جید عالمِ دین اور ماہر مناظر تھے، اس لیے وہ علمِ کلام اور مسائلِ عقائد پر گہری نظر رکھتے تھے۔ یہی علمی پختگی ان کی تفسیر میں بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ جب تفسیر کے دوران کسی آیت میں عقائد یا علمِ کلام سے متعلق کوئی مسئلہ آتا ہے تو وہ اسے نہایت واضح، متوازن اور مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں۔

وہ عقائدِ اسلامیہ کو دلائلِ نقلی و عقلی کی روشنی میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ نہ صرف اشکالات کا ازالہ ہو جاتا ہے بلکہ قاری کے ذہن میں اعتقادی استحکام بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس منہجی طرزِ بیان سے تفسیر محض شرحِ الفاظ تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایمان کی تصحیح اور فکری رہنمائی کا مؤثر ذریعہ بن جاتی ہے، جو بالخصوص موجودہ فتنہ خیز دور میں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ مثال کے طور پر جب سورۂ بقرہ، سورۂ نساء یا سورۃ المائدۃ کی تفسیر کے دوران توسل بالاعمال الصالحہ یا توسل بالذوات الفاضلہ کا مسئلہ زیرِ بحث آتا ہے تو وہ اسے محض سرسری انداز میں نہیں چھوڑتے، بلکہ قرآن و سنت اور اکابر اہلِ علم کے اقوال کی روشنی میں اس کی جامع توضیح پیش کرتے ہیں۔

وہ توسل کی مختلف صورتوں، ان کے دلائل اور حدود کو واضح کرتے ہوئے افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہیں، تاکہ قاری یا سامع صحیح اعتقادی موقف تک پہنچ سکے۔ اس علمی اسلوب کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عقائد سے متعلق اشکالات رفع ہو جاتے ہیں اور قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ اعتقادی بصیرت بھی پیدا ہوتی ہے، جو ان کی تفسیر کے علمی وقار کو مزید نمایاں کرتی ہے۔ جیسا کہ وہ توسل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: وسیلہ لغت میں قرب اور نزدیک ہونے کو کہتے ہیں، جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے:

"اِنَّ الرَّجُلَ اِلَيْكَ وَسِيلَةٌ اَيْ قُرْبَةٌ"[2]

یعنی یہاں وسیلہ سے مراد قربت ہے۔

اور شریعت کی اصطلاح میں وسیلہ سے مراد ہے:

"ما يُتَوَسَّلُ بِهِ إِلَى شَيْءٍ آخَر"

یعنی کسی مقصد کے حصول کے لیے کسی چیز کو ذریعہ بنانا، جیسے لکھنے کے لیے قلم کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

[2] حمد اللہ جان ڈاگئ، البصائر لمنکری التوسل باھل المقابر (ڈاگئ: مظہری کتب خانہ، سن: 2012ء) ص: 44

وسیلہ کی اقسام

وسیلہ کی دو بنیادی قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) توسل بالاعمال الصالحہ:

یعنی نیک اعمال کو وسیلہ بنانا۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں مذکور وہ واقعہ ہے کہ: تین آدمی سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں بارش آگئی تو وہ ایک غار میں جا پناہ گزین ہوئے۔ اسی دوران ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آگری۔ اس پر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہر شخص اللہ کی رضا کے لیے کیے گئے اپنے کسی نیک عمل کو اللہ کے حضور بطور وسیلہ پیش کرے۔ ایک نے والدین کی خدمت کا وسیلہ پیش کیا، دوسرے نے یہ عمل پیش کیا کہ وہ زنا پر قادر ہونے کے باوجود اللہ کی رضا کی خاطر رک گیا، جبکہ تیسرے نے اپنے مزدور کی امانت داری کا وسیلہ پیش کیا کہ اس کی مزدوری کو تجارت میں لگا کر پورا مال واپس کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے قبول فرمائے اور وہ پتھر ہٹ گیا۔[3]

(2) توسل بالذوات الفاضلہ:

یعنی فضیلت رکھنے والی ہستیوں (جیسے انبیاء، صحابہ، تابعین، شہداء وغیرہ) کو وسیلہ بنانا۔ اصول یہ ہے کہ جب کسی مشتق پر حکم لگایا جائے تو اس کی بنیاد علتِ اشتقاق ہوتی ہے، لہٰذا "توسل بالذوات الفاضلہ لأجل فضلھم" یعنی ان کے فضل و مرتبے کی وجہ سے وسیلہ بنانا۔ اس کے بھی دلائل موجود ہیں، مثلاً:

دلیل نمبر 1:

حضرت اسماءؓ[4] کے پاس رسول اللہ ﷺ کے مبارک بال محفوظ تھے، جن کے ذریعے وہ لوگوں کا علاج کیا کرتی تھیں۔ ان بالوں کو جس برتن میں رکھا گیا تھا، اسے جلجل کہا جاتا تھا۔[5]

---

[3] بینما ثلاثة نفر یتماشون أخذهم المطر۔(بخاری، کتاب الادب، باب اجابة دعاء من بروالدیہ، حدیث نمبر:5974،ج:2،ص:420) یہ حدیث صحیح ہے۔

[4] حضرت اسماء ہے جو کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، ابتدائی اسلام میں ایمان لانے والی اور ہجرتِ نبوی کے وقت نبی ﷺ اور اپنے والد کی مدد کرنے والی جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ ان کا لقب ذات النطاقین ہے کیونکہ انہوں نے ہجرت کے وقت کھانے کا تھوڑا سا سامان اپنے کپڑے کے ٹکڑے سے باندھا تھا۔ وہ حضرت زبیر بن عوامؓ کی زوجہ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ تھیں، اور تقریباً 100 سال کی عمر میں وفات پائی۔(اسد الغابة فی معرفة الصحابة،ج:5،ص:209)

[5] اخرجت الینا اسماء شعرا من شعر النبیﷺ۔(امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، حدیث نمبر:5896،ج:2،ص:409) یہ حدیث صحیح ہے۔

دلیل نمبر 2:

ایک نابینا صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے اسے صبر کا مشورہ دیا، مگر اس کے اصرار پر فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرو اور یہ دعا پڑھو:

"اللهم إني أسألك وأتوسل إليك بنبيك محمد نبي الرحمة..."

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرما دے۔[6]

دلیل نمبر 3:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ"[7]

اس آیت میں وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہاں وسیلہ سے مراد بھی توسل بالذوات ہے، نہ کہ تقویٰ، کیونکہ تقویٰ کا ذکر پہلے ہی آ چکا ہے۔

کرامت بعد الوفات

بعض لوگ وفات کے بعد کرامت کے منکر ہیں، اسی وجہ سے وہ نبی ﷺ کے بعد الوفات توسل کے بھی قائل نہیں۔ لہٰذا یہاں کرامت بعد الوفات کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1:

حضرت حنظلہؓ[8] کو وفات کے بعد فرشتوں نے غسل دیا، اسی وجہ سے آپ کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔

مثال نمبر 2:

حضرت عاصم بن ثابتؓ[9] شہید ہوئے۔ قریش مکہ نے ان کا سر حاصل کرنے کے لیے قبیلہ ہذیل کے افراد بھیجے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے

[6] ان رجلا ضرير البصر اتى النبیﷺ۔ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، حدیث نمبر: 3594، ج: 2، ص: 861) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[7] سورۃ المائدۃ 5:35

[8] آپ کا نام حنظلہ بن ابی عامر ہے جو کہ صفہ کے طالب علموں میں سے ایک ہے آپ کی نکاح رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کی بیٹی جمیلہ سے ہوئی تھی، غزوہ احد کے موقع پر جب شہید ہوئے تو فرشتوں نے آپ کو غسل دیا تھا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ) ج: 2، ص: 233

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جسدِ مبارک کی حفاظت فرمائی۔ شہد کی مکھیوں کا ایک غول ان کے جسم پر چھا گیا، جس کی وجہ سے کفار قریب نہ جا سکے۔[10]

مبحث سوم: شاہ ولی اللہ رح کی اصول تفسیر کی عملی انطباق

مولانا حمد اللہ جان کی تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگرچہ انہوں نے اپنے مقدمۂ تفسیر میں امام شاہ ولی اللہؒ کے معروف اصولِ خمسہ کو صراحت کے ساتھ باقاعدہ طور پر بیان نہیں کیا، تاہم تفسیر کے عملی مباحث میں جگہ جگہ ان اصولوں کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ آیات یا رکوع کا خلاصہ بیان کرتے ہیں تو اس میں یہ تصریح کرتے ہیں کہ اس رکوع میں تذکیر بأیام اللہ ہے یا تذکیر بآلاءِ اللہ مقصود ہے، جو اصولِ خمسہ کے بنیادی اجزاء میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر تدبیرِ منزل، سیاستِ مدنیہ، تہذیب الاخلاق اور دیگر متعلقہ اصولوں کی عملی تطبیق بھی ان کی تفسیر میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا حمد اللہ جان نے اصولِ خمسہ کو محض نظری سطح پر نہیں بلکہ ایک عملی تفسیری منہج کے طور پر اختیار کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی مشہور کتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں قرآن کریم کو سمجھنے اور تفسیر کرنے کے لیے پانچ بنیادی اصول بیان کیے ہیں، جنہیں 'اصول خمسہ' کہا جاتا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد قرآن کی صحیح تعبیر و تفہیم، احکام کی حکمت، اور اسلوبِ قرآن کو واضح کرنا ہے، جو دین کی بنیاد ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے اصول خمسہ درج ذیل ہیں:

احکام (علم الاحکام): اس سے مراد ان احکام و قوانین کا علم ہے جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں، جیسے حلال و حرام، واجبات، اور دیگر فقہی مسائل۔[11]

مناظرہ (علم المناظرہ): اس کا مطلب ہے حق اور باطل کے درمیان فرق کرنا۔ یہ اصول ان عقائد کے دلائل پر بحث کرتا ہے جو اہل حق (اہل سنت) اور دیگر فرقوں کے درمیان متنازع ہیں۔[12]

تذکیر (علم التذکیر): اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، مخلوقات، اور کائنات کے عجائبات کے ذریعے بندوں کو اللہ کی یاد دلانا اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کرنا ہے۔[13]

تذکیر الموت ومابعدہ (علم التذکیر بالموتیٰ ومابعدہ): اس اصول کا تعلق موت، قبر، برزخ، قیامت، جنت اور دوزخ کے حالات سے ہے، تاکہ

---

9 عاصم بن ثابت ایک جلیل القدر صحابی ہے، آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، آپ کا تعلق بنی عمرو عوف کے قبیلہ سے ہے، آپ ان صحابہ میں سے ہے جنہوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی تھی، وہ واقعہ رجیع میں شہید ہوئے جب کفار نے آپ اور آپ کی ساتھیوں کو دھوکہ دیا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ) ج:2، ص:507

10 بعث رسول اللہﷺ عشرۃ عینا و امر علیھم عاصم بن ثابت۔ (بخاری، کتاب المغازی) حدیث نمبر 3989، ج:2، ص:7۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

11 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (کراچی: مکتبۃ البشری، سن:2015ء) ص:15

12 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (کراچی: مکتبۃ البشری، سن:2015ء) ص:15

13 حوالہ سابق

انسان آخرت کے لیے تیاری کرے۔[14]

تذکیر بآلاء اللہ (علم التذکیر بآلاء اللہ): اس میں اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ ہے، جیسے تخلیقِ انسان، بارش، اور رزق وغیرہ، تاکہ انسان شکر گزار بنے۔[15]

یہ پانچوں اصول تفسیر کے سمجھنے میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس ضمن میں ہم چند مثالیں سورۃ المائدہ سے پیش کرتے ہیں تاکہ قاری کو معلوم ہو جائے کہ مولانا حمد اللہ جان کس طرح ان اصول کی عملی انطباق کرتے ہیں، چنانچہ اس سورت کی رکوع نمبر 6 کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"لا بد من اختيار طرز عمل لا يفض الى نقض عهد و بيان اسباب الفلاح الاربعة من الايمان والتقوى وابتغاء الوسيلة والجهاد و بيان هول العذاب الأخرة وأن لا تقبل الفدية هناك والترغيب الى التوبة والاصلاح و تسلية للنبي عليه السلام وبيان الاوصاف الشنيعة لليهود ليحترز عنها والتذكير بايام الله و بما بعد الموت والترغيب الى العدل ۔"

"ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جو نقض عہد (وعدہ توڑنے) کا سبب نہ ہو۔ کامیابی کے چار اسباب کا بیان ہے جو کہ ایمان تقوی، وسیلہ کی تلاش اور جہاد ہے۔ اور آخرت کی عذاب کی ہولناکی کا بیان ہے۔ اور یہ کہ وہاں فدیہ قبول نہیں ہو گی۔ ترغیب ہے توبہ اور اصلاح کی نبی کو تسلی ہے۔ یہود کے مذموم صفات کا بیان ہے تاکہ ان سے احتراز کیا جائے اور تذکیر بایام اللہ اور بما بعد الموت ہے۔ اور عدل کی ترغیب ہے۔ "

اس خلاصہ میں مولانا حمد اللہ جان ڈاگیؒ نے شاہ ولی اللہؒ کی اصول خمسہ میں سے ایک اصل یعنی تذکیر بایام اللہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اسی طرح سورۃ المائدۃ کی ایک اور رکوع کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"بيان نتائج نقض المشاق بالقساوة القلب و تحريف احكام الله وخيانتهم مع استثناء بعضهم والأمر بالعفو الهم والصفح عنهم وبيان بعض النعم على المؤمنين وفيه التذكير بألاء الله و بيان اغراء العداوة بين اهل الكتاب والتذكير بما بعد الموت و بيان كفر هم و بيان التوحيد و بيان قطع الحزر العذر لهم وبيان الامان الباطله لهم والرد على ذلك و بيان شان النبي عليه السلام والقرآن الحكيم۔"

"عہد توڑنے کی نتائج کا بیان ہے جو کہ سنگدلی، اللہ کے احکام میں تحریف اور ان کا خیانت ہے اگرچہ بعض اہل کتاب کا استثناء بھی ہے اور ان کے عفو و درگزر کا بیان ہے۔ اور مومنین پر انعامات کا بیان ہے جس میں تذکیر بآلاء اللہ بھی ہے۔ اور اہل کتاب کے مابین دشمنی ڈالنے کا بیان ہے۔ اور نصیحت ہے موت کے بعد والے احوال سے اور ان کے کفر کا بیان ہے اور توحید کا بیان ہے اور ان

---

[14] حوالہ سابق

[15] حوالہ سابق

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کے عذر ختم کرنے کا بیان ہے اور باطل آرزو اور اس پر رد کا بیان ہے اور نبی علیہ السلام اور قرآن مجید کی شان کا بیان ہے۔ "

اس خلاصے میں مولانا احمد اللہ جان نے شیخ ولی اللہؒ کے بیان کردہ اصولِ خمسہ میں سے ایک اصل، یعنی تذکیر بما بعد الموت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اسی طرح کسی فرد یا خاندان یا معاشرہ کی اصلاح کے لئے جو قوانین ضروری ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

تدبیرِ منزل: (Household Management / Domestic Ethics)

تدبیرِ منزل سے مراد گھر اور خاندان کے نظام کو حکمت اور عدل کے ساتھ چلانا ہے۔ اس میں شامل ہیں: شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض، والدین اور اولاد کی تربیت، گھر کے مالی و اخلاقی امور کی درست ترتیب، محبت، عدل، صبر اور ذمہ داری کا قیام۔ خلاصہ یہ کہ فرد کی اخلاقی تربیت کا پہلا مدرسہ گھر ہے، اور تدبیرِ منزل اسی تربیت کا نام ہے۔

سیاستِ مدنی: (Civic / Political Ethics)

سیاستِ مدنی سے مراد ریاست اور معاشرے کے اجتماعی نظام کی درست رہنمائی ہے۔ اس میں شامل ہیں: حکمران اور رعایا کے حقوق، عدل و انصاف کا قیام، قانون کی بالادستی، معاشرتی امن اور فلاح

تہذیبُ الاخلاق: (Moral Refinement / Ethics)

تہذیب الاخلاق سے مراد انسان کے باطن اور کردار کی اصلاح ہے۔ اس میں شامل ہیں: نفس کی تربیت، بری عادتوں کا خاتمہ، اچھی صفات جیسے: صدق، امانت، حلم، عفت، اخلاقی توازن (اعتدال) یہ دراصل فرد کی ذاتی اصلاح ہے، جو تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدنی کی بنیاد بنتی ہے۔
ہم یہاں قارئین کی علم اضافہ کے لئے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا احمد اللہ جان سورۃ المائدۃ کی ایک رکوع کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اللعنة الالهية سبب سلب العقل و مدار قبول الطاعات على التقوى و بيان وبال القتل المحرم ليحترز عنه وبيان جزاء قطاع الطريق وأن الحدو د زواجر و الترغيب إلى التوبة "

"لعنت الہی سبب ہے عقل سلب ہونے کے لئے۔ طاعات کی قبولیت کا دارومدار تقوی پر ہے۔ قتل حرام کی وبال کا بیان ہے تاکہ اس سے جان بچایا جائے۔ ڈاکو کی سزا کا بیان ہے حدود زواجر ہے اور توبہ کی طرف ترغیب ہے۔"

اس خلاصہ میں تقوی کا ذکر ہے جس کا تعلق تہذیب الاخلاق سے ہے، اسی طرح راہزنی، اور حدود کا ذکر ہے جس کا تعلق سیاست مدنیہ سے ہے۔ اسی طرح ایک اور رکوع کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" إن في دورة التبليغ لا بد من الاقتصاد دون الافراط والتفريط والترغيب فى الطاعة الله

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ورسوله و بيان انواع اليمين و بيان احكامه و بيان تحريم الخمر والميسر وعبادة الأوثان وايان الفرض المنصبى للنبي صلى الله عليه وسلم و بيان عداوة الشيطان وبيان مفاسد الخبر و البسه "

"تبلیغی دورہ میں میانہ روی ضروری ہے نہ کہ افراط اور تفریط۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کی طرف ترغیب ہے۔ قسم کے اقسام اور احکام کا بیان ہے۔ شراب، جوا اور بتوں کی عبادت کی حرمت کا بیان ہے۔ فرض منصبی کا بیان ہے۔ شیطان کی دشمنی کا بیان ہے۔ شراب اور جواری کی مفاسد کا بیان ہے۔ تبلیغی دورہ میں میانہ روی ضروری ہے نہ کہ افراط اور تفریط اللہ اور رسول کی اطاعت کی طرف ترغیب ہے۔ قسم کے اقسام اور احکام کا بیان ہے شراب جوادی اور بتوں کی عبادت کی حرمت کا بیان ہے۔ نبی کی فرض منصبی کا بیان ہے۔ شیطان کی دشمنی کا بیان ہے، شراب اور جواری کی مفاسد کا بیان ہے۔"

اس رکوع میں تبلیغ اور بتوں کی عبادت کی حرمت کا بیان ہے جس کا تعلق بھی تہذیب الاخلاق سے ہے۔

خلاصۂ بحث: اس تحقیق سے واضح ہوا کہ مولانا حمد اللہ جان کی اصولی وصوتی تفسیر ایک منظم اور مربوط منہج پر مبنی ہے جو روایتی شرحِ آیات سے آگے بڑھ کر قرآن کے موضوعی و ربطی اصولوں کو یکجا کرتی ہے۔ انہوں نے ہر سورت کی وجہ تسمیہ، موضوع، مرکزی خیال اور کلی پیغام کو ابتدائی طور پر واضح کیا، اور ہر رکوع و سورت کے باہمی ربط کو نمایاں کیا۔ اس سے قرآن کے داخلی نظم اور وحدتِ مضمون کا فہم آسان ہوا۔ علمِ کلام کے موضوعات میں ان کی گفتگو اعتدال، استدلال اور نصوصِ شرعیہ کے التزام کے ساتھ ہے، جس میں عصری چیلنجز کا شعور بھی نمایاں ہے۔

تجاویز و سفارشات:

(1) مولانا حمد اللہ جان کی اصولی وصوتی تفسیر کی غیر مطبوعہ تحریریں، تقاریر، دروس اور خطوط جمع کر کے ایک منظم مجموعہ ترتیب دیا جائے تاکہ ان کے فکری اور علمی زاویے محفوظ رہ سکیں۔

(2) ان کی تفسیر اور علمی خدمات کا تقابلی مطالعہ معاصر علمائے کرام، مصلحین اور دیگر تفسیری اصحاب کے ساتھ کیا جائے تاکہ ان کی علمی خصوصیات اور امتیازات واضح ہوں۔

(3) ان کے نظریات اور تفسیراتی منہج کو قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیاتی انداز میں پیش کیا جائے تاکہ مطالعہ محض سوانحی نہ رہ کر فکری تحقیق کی حیثیت اختیار کر لے۔

(4) ان کے خطبات، دروس اور تفسیراتی سیشنز کی ڈیجیٹل آرکائیونگ (آڈیو / ویڈیو) کی جائے تاکہ ان کے پیغام کی رسائی اور دعوتی دائرہ وسیع ہو۔

(5) ان کی علمی خدمات پر سیمینارز، کانفرنسز اور یادگاری جرائد / مجلات شائع کیے جائیں تاکہ ان کی خدمات کو علمی سطح پر تسلیم اور فروغ مل سکے۔